قلم برداشتہ — سید عطاء المحسن بخاری

# جشنِ آزادی.................!

میں نے آزادی دیکھی، آزادی ناچ رہی تھی، آزادی گا رہی تھی، آزادی اچھل کود اور غل غپاڑے میں بری طرح مستعمل تھی۔ لوگ آزادی کو بے دریغ "ورت" رہے تھے۔ پاکستانی نسل جس نے آزادی کے لئے ایک تنکا نہیں توڑا، پاکستانی قوم جسے آزادی کے لئے کانٹا بھی نہیں چبھا پاکستانی روشن خیال جنھوں نے غلامی کی طویل شب کو شب عروس سمجھا..... انہیں قتل کی آزادی ہے۔ بم بازی کی آزادی ہے۔ ڈاکہ زنی کی آزادی ہے۔ اغوا کی آزادی ہے۔ چوری کی آزادی ہے۔ زنا، شراب، جوا کی آزادی ہے۔ دھوکے فریب دغا کی آزادی ہے۔ دودھ دہی دال چاول گندم دھنیا نمک مرچ مسالہ میں ملاوٹ کی آزادی ہے۔ دن بھر سبزیاں مہنگی بیچنے اور رات گئے ریڑھیاں، چھابے گندگی کے ڈھیروں پر پھینکنے کی آزادی ہے۔ اور اس آزادی میں عورت کا ۵۲ فیصد حق ہے لہذا وہ آزاد ہے ماں باپ سے بہن بھائی سے خاوند سے مذہب سے دینی قیود و حدود سے! وہ بال کٹوائے، منہ، گردن، سینہ، باہیں ننگی کرے، وہ آزاد ہے، آزادی بہت بڑی نعمت ہے اور وہ نعمتوں کی قدر کرنا جانتی ہے، وہ ناچے وہ گائے وہ سومنگ کرے وہ گیمز میں حصہ لے وہ آزاد ہے۔ اور آج تو آزادی ہے۔ آزادی ناچے گی خواہ "گوڈے" اور "گِٹّے" ٹوٹ جائیں، آزادی ناچے گی، یہ پاکستانی ثقافت ہے۔ ہٹ او ملا! مجھے آج جی بھر کے آزادی منانے دے۔ یہ جشن آزادی پھر کہاں؟ اور تو کیا جانے آزادی کے کیا مزے ہیں؟ یہ ثقافتیے، یہ لاحقے، یہ سابقے، یہ بے تکے بیانئے، یہ آزاد سیلے کہہ رہے تھے، بھاشن بگھار رہے تھے کہ ہم نے مُلّازم کو دفن کر دیا ہے آزادی ایک روشنی ہے جس کی چکا چوند سے ہم روشن خیال ہی آزادی منا سکتے ہیں۔ آزادی کا ایک ایک لمحہ یادگار ہے، قومی زندگی کے ثقافتی جسد میں آزادی ہی روح رواں ہے۔ آزادی ہی جاوداں ہے، یہ لامکاں، ماورائے حد امکاں، یہ کن فکاں یہ سب قیاس و گماں ہے۔ آزادی مکان ہے، مکان واجب ہے، سر الاسرار ہے اور آزادی کے خیال ہی سے ہم پر بہار رہتے ہیں اور امریکہ کی غلامی کے دن بھی ہمیں سازگار رہتے ہیں۔ اس حال میں جب بھی آزادی سے میں ملا ہوں وہ مجھے اپنی سی لگی اور جب بھی پابندیوں میں اسکو ملا ہوں تو وہ نری باقیات ضیاء الحق لگی۔ ایسی آزادی کے "فرق" بہ خاک جو دل میں خوف خدا پیدا کرے، جو مہنگائی کو "پھٹکار" ہے "جو سرمائے پر رینگنے والی ابلیسی قوت سرمایہ دارانہ نظام کو "درکار ہے" جو لگژری کو انسانی زندگی میں گھلا ہوا زہر بے تریاق کہے، جو اسلام آباد کے غاصب ٹولے اور امریکی کمیوں کو شیطانی اشرافیہ بتائے۔ وہ آزادی ہمیں نہیں چاہیئے جو ہم جاگیرداروں کی

گردن ناپے۔ ایسی آزادی کے ہم قائل نہیں جسمیں حکمرانوں کے ایک اعلان سے ظالموں جابروں اور مستبدوں کا جسم خبیث پسینے میں شرابور ہو جائے اور فریبی آنکھیں تملق کے بدبودار قطرے کے ٹپکائیں مگر دل "آزادی" کے گیت گائے "آزادی" کے انتظار میں اپنے متعفن لاشے کو ہلکان کر دے۔

آزادی کے لئے جنگ کوئی لڑے، قربانیاں کوئی دے، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکو ہزیمت سے ہمکنار کوئی کرے، دشمن کو اپنی سرزمین سے کوئی مار بھگائے لیکن "ٹیبل ٹاک" کے دھنی ٹیبل پر بیٹھ کر سازشی بندر بانٹ کر لیں۔ یہود و نصاریٰ کی اتباع میں سیکولرازم اور لبرل ازم کی بانسری بجائیں۔ جیسا آجکل افغانستان میں ہو رہا ہے۔ ایک گیم کھیلی جا رہی ہے۔ فساق و فجار قریب کفار کو مسلط کرنے کی امریکی خواہش آخری مرحلے میں ہے پھر وہاں بھی آزادی ہی آزادی ہے۔ روشن خیال "وسیع البنیاد" بے اساس و بد نہاد جو آزادی دے سکتے ہیں، افغانستان کا کوئی فرزند ناہموار جو آزادی دے سکتا ہے، وہ ایک بنیاد پرست سے کیسے متوقع ہو سکتی؟ وہ آزادی اللہ کا دین نہیں دیتا۔ ایک مسلمان اس آزادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی ہی آزادی چاہیے تھی تو وہ امریکہ و یورپ میں بھی اور غلام ہندوستان میں بھی تھی اسکے لئے پاکستان الگ ریاست بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسی قوم تیار کرنا تھی تو وہ تو یہودیوں، عیسائیوں اور بدھسٹوں کے ہر ملک میں موجود تھی اسکے لئے پچپن ہزار بیٹیاں، ان گنت معصوم بچے اور لاتعداد بوڑھوں کو بے گور و کفن پاکستان کے راستے میں بچھانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں ہاں کیا ضرورت تھی؟

اور آزادی اس محبوس، متعفن فضا میں تھر تھر کانپتی لڑکھڑاتی، سر میں خاک ڈالتی دور خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا.....

جی نڈھال، چشمِ نم — اے سکوتِ شامِ غم
سیل درد پیش و پس — آس پاس تیرگی
بے کنار ظلمتیں — بے قیاس تیرگی

بقیہ اداریہ

روزگار ہوں گے۔ فیسیں اتنی بڑھ جائیں گی کہ غریب کے لئے حصول تعلیم ناممکن ہو جائے گا اور تعلیم خاص طبقہ کا ہی حق ہو گا۔ جو ادارے غیر مسلموں یعنی مرزائیوں اور عیسائیوں کی ملکیت تھے، قومی تحویل میں آنے کے بعد ان کے سٹاف میں مسلمان اساتذہ بھی شامل ہو گئے اور طلباء میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہو گئی۔ اسی وجہ سے ان سکولوں کالجوں میں مساجد تعمیر ہوئیں۔ سوال یہ ہے کہ اب ان مساجد کا کیا بنے گا؟ ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج مرزائیوں کو واپس لوٹایا جا رہا ہے اور مرزائی اس کی قیمت حکومت کو ادا کر رہے ہیں۔ اس اقدام سے ربوہ اور اسکے مضافاتی علاقوں کے مسلمان مرزائی شدید متاثر ہوں گے۔ یہ ادارے کفر و ارتداد کی تبلیغ کے مراکز بن جائیں گے۔ حکومت تعلیمی اداروں کی نج کاری کے فیصلہ کو واپس لے۔ ہم مجلس عمل اساتذہ پاکستان کے مطالبات کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔